

## تمنا اجتہادی کا ایک مشہور قطعہ اور ایک معرکہ الآرا منقبت

محترمہ ادیبہ بنت زہراء نقوی ندوی الہندی صاحبہ  
معلمہ جامعۃ الزہراء، لکھنؤ

### (۱) خون دل کی تقسیم

لسان الشعراء مولانا سید مجاور حسین تمنا جاسی مرحوم  
(متولد ۱۳۰۳ھ متوفی ۲۴ رجب ۱۳۵۹ھ شب جمعہ) کا  
یہ مشہور قطعہ اگرچہ پہلے بھی بہت مرتبہ اخبارات و رسائل میں  
شائع ہو چکا ہے اور بہت سے اردو کے صاحبان کمال (ادباء  
و شعراء) اس قطعہ کی تعریف و توصیف تحریر کر چکے ہیں مثلاً  
ہندوستان کے مشہور شاعر، ادیب، عالم اور محقق مولانا مرزا  
محمد ہادی المتخلص بہ مرزا لکھنوی مرحوم مصنف مرقع لیلی  
و محن و پروفیسر عربی و فارسی مشن کالج گولہ گنج لکھنؤ رقم طراز  
ہیں کہ: ”جناب مولانا سید مجاور حسین صاحب تمنا برادر  
و جانشین حضرت مولانا جاوید اجتہادی مرحوم کے ان اشعار کا  
مثل نہیں ہے اور شاعری میں آپ اپنے برادر مرحوم کے قدم  
بقدم اور ان کے یادگار ہیں۔“ تمنا مرحوم کی غزل کے صرف  
اس ایک شعر کو پڑھ کر ان کے غزلیہ رنگ کو سمجھا جاسکتا ہے:

کہیں سے تم کہیں پہنچو گے اشکوں کی روانی میں  
تمنا گھر سے کیوں نکلے ہو اس آفت کے پانی میں

تمنا، شاعری سید صادق علی ”چھنگا صاحب“ حسین  
جاسی (متولد ۱۲۹۱ھ، متوفی ۱۸ جولائی ۱۹۳۲ء مطابق  
ربیع الاول ۱۳۵۰ھ) کے حقیقی بھائی ہیں۔ حسین اس ذات  
کا نام ہے جس کے لئے دولہا صاحب عروج نے بھری مجلس  
میں فرمایا تھا: ”حسین تم فخر ہندوستان ہو۔“ چھنگا صاحب کا  
مرثیہ ”آج مقتل میں عجب بے سروسامان ہیں حرم“ دس محرم کو  
پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ چھنگا صاحب کی غزل کا ایک  
ہی شعر پیش ہے جس سے مرحوم کے بھرپور تغزل کا کافی حد  
تک درک کیا جاسکتا ہے:

کھینچا ہے جو ناوک تو سرک جاؤ ادھر سے  
اب خون نہیں آگ نکلتی ہے جگر سے

### (۲) منقبت

یہ وہی مشہور مدحیہ اشعار ہیں جنہیں تمنا کی حیات میں  
بلکہ ان کی رحلت کے بعد بھی جہاں جہاں شیعان حیدر کرار  
اردو میں محافل و مجالس کرتے تھے ایک عرصے تک بچے بچے  
کو زبان زد رہ چکے ہیں۔ شاید ہی ہندوستان کا کوئی ایسا شیعہ  
اخبار یا جریدہ ہو جس نے ان اشعار کو شائع نہ کیا ہو۔ زمانے

کے بعد یہ قطعہ و منقبت کنیز دراہلبیت علیہم الصلوٰۃ والسلام قارئین ماہنامہ ”شعاعِ عمل“ کے نذر نظر کر رہی ہے:

### قطعہ (خون دل کی تقسیم)

خون کی اول تو دل میں پہلے ہی سے تھی کی  
لے لیا فکروں نے کچھ، کچھ ہو گیا غصے کی نذر  
کم ہوا امراض سے کچھ، سوز دل سے کچھ جلا  
خوف عصیاں سے گھٹا کچھ، کم ہوا گریہ سے کچھ  
چند قطرے خون کے نوک مژہ پر جم رہے  
جوش وحشت میں پیا کچھ نشترِ فساد نے  
مختصر یہ ہے کہ اک قطرہ بھی اب باقی نہیں

اور کچھ تھا بھی تو یوں وہ صرف بیجا ہو گیا  
بچ رہا اس پر بھی جو وہ غم کا حصّہ ہو گیا  
کچھ لہو پانی تو کچھ غم سے پسینا ہو گیا  
کچھ رہا آنکھوں میں کچھ دامن کا دھبہ ہو گیا  
چند آنسو گر کے اک طوفان برپا ہو گیا  
کچھ نگاہِ ناز کا آخر میں حصّہ ہو گیا  
دل ہمارا کیا ہوا گویا تماشا ہو گیا

### منقبت امیر المومنینؑ

زیارت سب ملک کرتے ہیں بے تاخیر حیدرؑ کی  
یہی باعث ہے جو بجلی تڑپتی پھرتی ہے ہر سو  
نگاہوں کے ٹھہرنے کا یہ باعث ہے دمِ آخر  
نموشی ان بتوں کی خاص اک اقرار وحدت ہے  
ہوئی معراج ان کو، ہاتھ نکلا ان کا پردے سے  
انہیں کے واسطے خورشید نے دو بار کی رجعت  
شریاب زیارت ہیں ملک بھی مثل کعبے کے  
غلامانِ علیؑ نازاں نہ ہوں کیوں اپنے آقا پر  
خدا کا زور دست مہدی ہادیؑ میں تھا اتنا

زہے عزت فلک پر بھی ہے اک تصویرِ حیدرؑ کی  
کہ اس نے دیکھ لی تھی ایک دن شمشیرِ حیدرؑ کی  
کہ ان سے صاف یوں کھینچتی نہ تھی تصویرِ حیدرؑ کی  
خدا کے گھر میں سن لی تھی کبھی تقریرِ حیدرؑ کی  
وہ تھا اعزازِ احمدؑ کا یہ تھی توقیرِ حیدرؑ کی  
زہے رتبہ چمکتی جاتی تھی تقدیرِ حیدرؑ کی  
زمین پر ایک، اک ہے عرش پر تصویرِ حیدرؑ کی  
کہ جنت نام ہے جس کا وہ ہے جاگیرِ حیدرؑ کی  
کہ لے لی قوتِ میراث سے شمشیرِ حیدرؑ کی

تمنا آتشِ دوزخ جلا سکتی نہیں مجھ کو  
کھینچی ہے صفحہٴ دل پر مرے تصویرِ حیدرؑ کی